فہم سیرت اور سیرت نگاری۔۔۔۔۔۔چند فنی و تکنیکی امور

*شاہد حسن رضوی

Abstract

The life and times of the Holy Prophet Muhammad (SAWW) has been a topic of prime significance equally for Muslims, non- Muslims as well as Orientalists. It is not only the focus of Islamic research but other experts of law, Judiciary, medicine, defence, and even history, international relations and political Science, etc are also working to explore, interpret and document multifarious horizons of the Prophet's life. Especially, with the advent of modern modes and tools of research, the role and responsibilities of today's researchers have become critical. They are developing the Seerat- as a more systematic and scientific discipline than before. They are not only reviewing and revising the existing manuscripts but inviting a great criticism on old modes and tools of both internal and external criticism. They are even challenging the very tool of historical research duly employed in most of the past compilations on the life and times of the Holy Prophet (SAWW).In their view, the biographical authorship is not the core issue of historical research, rather it encompasses a number of methodological as well as critical issues which are required to be addressed in the light of modern research methodologies.

Thus the subject becomes cosmopolitan in nature and scope and invites the attention of the modern researchers from all quarters. Resultantly, the writing on Seerat appears as a discipline which is both science and art. All these and other technicalities and capacities of writing on Seerat are the main focus of this research paper which covers the retrospect, pragmatics as well as the futuristic of the discipline.

Keywords: *Seerah writing, New Trends, Principles of Seerah Writing, Sources of Seerah,*

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

قرآن پاک سیرت رسول ﷺ اور اس کی تحفیظ کے ضمن میں جو احکام فراہم کرتا ہے اس سے ہمارے لیے فہم سیرت کے نہ صرف یہ کہ نئے در وا ہوئے ہیں بلکہ سیرت نگاری کے اہم اور بنیادی اصول طے کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ قرآن کریم کے یہ الفاظ کہ ''تم تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہو'' (۱) بامر تعالیٰ فہم سیرت اور سیرت نگاری کے اُصول نہایت صراحت کے ساتھ متعین کرتے نظر آتے ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ جس طرح قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لیا ہے۔ (۲) بالکل اسی طرح سیرت پاک ﷺ کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے۔ اس خیال کی تقویت کے لیے یہ ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے کہ ''اور اللہ تعالی لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا'' (۳) اس سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کا تعلق براہ راست مشیت ایزدی will of the Almighty سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص کے زیر سایہ نبوت پروان چڑھتی ہے اور آپ ﷺ نبوت سے قبل ہی انسانیت کی بلند ترین سطح پر فائز تھے۔ (۴) اس لیے سیرت نگار جب سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں کی تحقیق کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ تو اس پر یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے۔ کہ فہم سیرت کا علم کوئی عام علم نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبینؐ سے خاص ہے اور فہم سیرت اور اس کے نتیجے میں سامنے آنے والے سیرت نگاری کے نمونے میں اس امر کی کوشش و کاوشیں پیش کی جاتی ہے کہ نگار خانہء واقعات سے ماوراء اس خاص ''رشتہء حکمت'' (Logical Relationship) کو تلاش کیا جائے جس کا کار نبوتؐ سے گہرا تعلق ہے۔ (۵) جو نبیؐ کی پوری زندگی میں کارفرما نظر آتا ہے۔ یہ سیرت نگاری کی ایک مثالی صورت (Ideal Condition) ہے جیسے سیرت نگاروں کو بہر طور مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ جب کہ حقیقی سطح پر صورت احوال یہ ہے کہ سیرت نگاروں نے واقعات اور حوادث کو تسلسل زمان کے ساتھ تو بیان کر دیا ہے۔ جب کہ فہم سیرت کی طرف کم ہی توجہ کی ہے۔ (۶)

نسل انسانی کی پوری تاریخ میں یہ استثناء نبی آخر الزمانؐ ہی کو حاصل ہے کہ آپؐ کی پوری زندگی سینوں اور صحیفوں اور قرطاس ہائے اطہر پر مرقوم و مرتسم ہے (۷) آپؐ کے سوانح حیات کی جمع آوری میں جس ذمہ داری، احتیاط اور فرض شناسی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ نسل انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تحقیق قول و فعل نبیؐ کے لیے ایک پورا فن موجود ہے۔ جس کے اطلاق میں حسن نیت اور دیانت داری کا التزام اس حد تک موجود ہے کہ جو راوی کمزور ہے اس کی کمزوری کا ذکر بھی ساتھ ہی موجود ہے۔ یوں آپؐ کی پوری کی پوری زندگی محفوظ و مامون ہے۔ (۸) یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ تاریخ کے ایک طالب علم کے لیے تو اس سوال کی اہمیت اور

بھی بڑھ جاتی ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے کہ روئے زمین پر ایک ہی زندگی ایسی ہے جو پوری کی پوری محفوظ ہے اوّل تا آخر، ظاہر تا باطن۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ تمام تر انسانیت کے لیے صرف اور صرف یہی زندگی معیار اور نمونہ ہے۔(۹)۔ اگر خدانخواستہ یہ زندگی ہی چشم انسانی سے اوجھل ہوجائے تو پھر ہدایت کیسی اور رہنمائی کیسی؟ خدائے بزرگ و برتر خود تو زمین پر اترنے سے رہا اور فرشتے انسانی جذبات واحساسات، فکر ومحسوسات سے مبراء اور منزہ ہیں کہ لوگوں کو رضائے الٰہی کے طریقے بتاتے پھریں۔ یہیں اس سے متعلقہ اور ذیلی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خود آنحضرتؐ کی سیرتِ مطہرہ وطیبہؐ کا مطالعہ کیوں کیا جائے؟ اس کی توجیہہ یہ ہے کہ آپ ﷺ محض ایک نبی نہیں تھے بلکہ سربراہ مملکت سے لے کر ہمہ پہلو اصلاح کار (Multifarious Reformer) تک آپؐ کا کرداری کینوس بڑا وسیع تھا۔ آپؐ صاحب اولاد بھی تھے اور ایک سرگرم معاشرتی رکن بھی۔ یعنی آپؐ ''آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری'' کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔(۱۰) آپؐ سرکارِ دو جہاں اور رحمت للعالمینؐ کے کلیدی عہدوں پر براجمان اور مکارم اخلاق کی جملہ خصوصیات کے پیکر تھے۔ اور اس توجیہہ سے ہی یہ نتیجہ نکالنا نہایت سہل ہے کہ رسول کریمؐ سے عشق ومحبت ہی مومن کا گراں قدر سرمایہ ہے جو اسے ایک طرف تو سیرت طیبہ ومطہرہؐ کے مطالعہ پر اکساتا ہے تو دوسری طرف معبود حقیقی کے قرب اور اس کی ذات وصفات کے صحیح تصور کا واحد ذریعہ ہے۔(۱۱) یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کے اخلاق وکردار اور آپؐ کے فرمان کی اطاعت میں صحابہ کرامؓ رضوان اللہ اجمعین بڑی سے بڑی تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے تھے۔(۱۲)

فہم سیرت اور سیرت نگاری کا ایک اہم پہلو اس کا ایمانی تقاضا ہے چونکہ قرآن کریم کا ہر حکم قابل عمل اور واجب العمل ہے اس لیے قرآن کریم کے کسی بھی حکم سے روگردانی یا مفر ممکن ہی نہیں(۱۳) اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جب ذات باری تعالیٰ صریحاً حکم فرما دے کہ ''جو چیز تم کو پیغمبرؐ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔۔۔(۱۴) تو پھر فہم ومطالعہ سیرت کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ حضور پاکؐ اپنی طرف سے کچھ بیان نہیں فرماتے تھے بلکہ وہی کچھ بیان فرماتے جو ان پر وحی کی جاتی(۱۵) اور پھر ''جس نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''(۱۶) کا حکم ظاہر کرتا ہے کہ بحیثیت مسلمان بھی ہم سیرت نبویؐ کے مطالعے کے پابند ہیں اور اگر یہی مطالعہ ایک قدم آگے بڑھ کر سیرت نگاری کی نہج پر پہنچ جائے تو یہ سونے پر سہاگہ کی مانند ہے۔ تاہم فہم سیرتؐ اور سیرت نگاریؐ کی نزاکت اور اہمیت صرف یہیں تک موقوف نہیں کہ اسے محض مسلمان سیرت نگاروں ہی تک محدود سمجھا جائے بلکہ مستشرقین (Orientalists) کے کیے گئے کام کو بھی مدنظر رکھا جانا ضروری ہے خاص طور

پر اس وقت صورتِ حال مزید نازک ہو جاتی ہے جب مستشرق کی زبان سے براہ راست واقفیت نہ ہو اور تراجم دو چار واسطوں سے قاری یا نقاد تک پہنچیں اس لیے ضروری ہے کہ اسے عربی ماخذ و مصادر کے کما حقہ علم کے ساتھ ساتھ عربی زبان پر سے بھی خاطر خواہ واقفیت ہو اور انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں کی بھی شدبد ہو تاکہ فہم سیرت کے عمل میں زیادہ سے زیادہ آگہی اور جامعیت کا عنصر موجود ہو(۱۷)

سیرت نبویؐ کے دو اہم ماخذ قرآن کریم اور حدیث نبویؐ۔قرآن پاک نہ صرف آپؐ کے اخلاق کی صحیح تصویر و تفسیر پیش کرتا ہے بلکہ آپؐ کی حیات قبل از نبوتؐ اور معراج کے واقعات کو نہایت صراحت سے بیان کرتا ہے۔ جب کہ حدیث نبویؐ میں آپؐ کی ذات مبارکہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔اور اس سلسلے میں محدثین نے روایات کے ردو قبول کے ایسے عمدہ اصول وضع کیے کہ ناقدین کے لیے ردو قدح کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی (۱۸)اور محدثین کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے سیرت نبویؐ پر یہ الزام کہ اس کا انحصار محض زبانی روایات پر ہے غلط ثابت کر دیا ہے اور بقول ندیم الواجدی:''زبانی روایات کے وجود سے انکار ممکن نہیں اور کتابوں کی تدوین میں اس سے استفادہ بھی کیا گیا ہے لیکن اگر روایات کے ردو قبول کے اصول ملحوظ رہیں تو ماخذ کی صحت میں کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔(۱۹)

سیرتِ نبویؐ کے ابتدائی دور میں ''سیرت'' کا لفظ مغازی اور جہاد کے ساتھ ہی مخصوص کیا گیا اور سیرت کے ابتدائی رسائل و کتب میں غزوات کا تذکرہ باقی امور کی نسبت زیادہ ملتا ہے۔(۲۰) تاہم بعد ازاں یہ کینوس وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔شروع شروع میں بیان حدیث اور سیرت نگاری کو دو الگ الگ موضوعات و فنون سمجھا گیا(۲۱) محدثین احکام و مسائل کے علم کو ترجیحی حیثیت دیتے ہیں اور ذات رسول اکرمؐ اُن کے ہاں التزامی موضوع نہیں جب کہ سیرت نگار آپؐ کی ذات گرامی سے بحث کرتے ہیں۔احکام کی بحث ان ہاں ضمنی ہوتی ہے۔سیرت اگر تفصیل واقعات کا نام ہے تو حدیث میں کسی خاص پہلو کی وضاحت کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔(۲۲)

بقول ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی:

''بعض سالکان طریقت نے ایک طرز نو بھی ایجاد کرنے کی اپنی بساط بھر کوشش کی۔کسی نے سیرت نبویؐ کے گونا گوں ابواب اور بوقلموں پہلوؤں پر ماخذ سیرت طیبہؐ کی تمام روایات کو جمع اور مرکز کر دیا۔کچھ نے صرف روایات حدیث کو سرچشمہ ہدایت سمجھا اور انہیں کی بنیاد پر اپنی کتب سیرت و سوانح تالیف کیں بعض ہمہ جہت اور جامع شخصیات نے حدیث و سیرت کی روایات و معلومات میں حسین و جمیل امتزاج پیدا کیا۔چند نادر و نایاب دماغوں نے

تجزیہ وتحلیل اور تنقید وتبصیر کا طریقہ اختیار کیا۔وارفتگان الفت اور شیفتگان محبت نے دامن دولت پر اغیار واعداء کی گرد کو دور کرنے کی سعی بلیغ کی۔لیکن ان تمام مساعی جمیلہ میں ایک آنچ کی روایتی کسر رہ گئی اور ان کی تالیفات سیرت یک رخی، بے ہمہ اور غیر متوازن وغیر جامع بن کر رہ گئیں'' (۲۳)

فہم سیرتؐ وسیرت نگاریؐ کے ضمن میں مذکورہ تبصرہ نہ صرف یہ کہ چشم کشا ہے بلکہ جدید دور کے سیرت نگاروں کے لیے سیرت نگاری کی جدید جہتوں قطب نما کی حیثیت رکھتا ہے۔فی الحقیقت سیرت نگاری کورانہ تقلید اور نقل نگاری نہیں بلکہ جدید تنقید وتحقیق کے تقاضے بطریق احسن پورے کرنے کا نام ہے۔

ذیل میں حاصل مطالعہ کے طور پر ان چیدہ چیدہ فنی وتکنیکی امور کا ایک سرسری جائزہ (Cursory overview) لیا جارہا ہے جن کا فہم سیرتؐ وسیرت نگاری کے ضمن میں مدنظر رکھا جانا ضروری ہے اگرچہ یہ فہرست سرسری ہے اور اس میں ترمیم واضافہ کی گنجائش بھی موجود ہے لیکن امید واثق ہے کہ اس سے سیرت نگاری کے جدید رجحانات کی نشاندہی ہو سکے گی اور مستقبل کا سیرت نگار انہیں ضرور زیر غور لائے گا۔

۱۔ سیرت نگاری کے اکثر کاموں میں عام عقلی وعملی تقاضے (Cogintives & Pragmatic Requisites) سرا سر نظر انداز کر دیئے گئے ہیں ضروری ہے کہ بعید از عقل اور اساطیری و دیو مالائی رنگ میں رنگے واقعات کے بیان سے گریز کیا جائے جن کے زیر اثر قوم وملت انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے بے عملی اور بے فکری کا شکار ہو کر رہ جاتی ہے۔(۲۴)

۲۔ بیان واقعات کے ذیل میں تاریخ وقت،موقع ومحل اور صحیح تاریخی تناظر کا خیال رکھا جانا ضروری ہے تا کہ واقعات کی تفہیم بہتر اور مستند انداز میں ہو سکے۔

۳۔ اکثر سیرت نگاروں کے ہاں عہد نبوتؐ کے ''سماجی شعور'' کے تذکرہ کا فقدان ہے۔مکی اور مدنی (۲۵) اسلام کو دو الگ الگ دھاروں کی بجائے ایک باہم مربوط نظام کے طور پر دیکھا جانا ضروری ہے۔جس میں تاریخ کے ساتھ ساتھ تسلسل بھی موجود ہے۔

۴۔ سیرت نبویؐ کا مطالعہ ولادت وبعثت سے لے کر وفات وخلافت تک ایک مسلسل ومربوط ارتقاء اسلامی کی حیثیت سے کرنے کی ضرورت ہے تا کہ محیر العقول واقعات کی بجائے واقعات فطری انداز لیے ہوئے ہوں (۲۶)

۵۔ تہذیبی وتمدنی عناصر وارکان عہد نبویؐ کا جائزہ ابھی تک نہیں لیا گیا۔عہد نبویؐ میں اسلامی تہذیب وتمدن کے آغاز وارتقاء اور بنیادی عناصر کے مجموعی مطالعہ ہی سے اس دور کی تمدن جہات کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔اس دور

کی تجارت وحرفت، سماجی واقتصادی جدلیات، خانگی حالات، زوزمرہ خوراک وضروریات زندگی اوران کے پورے کرنے کے طریقے، تہوار، کھیل اور سامان تفریح وغیرہ غرضیکہ عصری حیثیت سے عصری آشوب تک، فارغ البالی سے خانگی وسماجی مصروفیات تک بہت سارے ایسے گوشے اور پہلو ہیں جونظروں سے اوجھل ہیں۔اور سیرت نگاروں کی توجہ کے متقاضی ہیں۔(۲۷)

۶۔ سیرت نبویؐ کا طریق مطالعہ اورانداز پیشکش کے جو اصول قرآن مجید نے وضع کردیے ہیں ان پر عمل کیا جانا ضروری ہے آپؐ کی شان عالی مقام سے متعلق جو بھی بات منسوب کی جائے یا ضابطہ تحریر میں لائی جائے وہ آپؐ کی شانِ ذات وصفات کے مطابق، کردار اعلیٰ کے موافق اور اخلاق فاضلہ کے مناسب وموزوں بھی ہو۔کسی طرح فروتر نہ ہو۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث مبارکہ کہ آپؐ کا اخلاق قرآن ہے۔۔۔اُصول سیرت نگاری اور طریق تحقیق کا سنگ میل ہے سورۃ مجرات کی آیات کریمہ ۳۔۵ بلند آواز سے تخاطب وتکلم تک کو شانِ رسالت کے منافی قرار دیتی ہیں۔۔۔قرآن مجید کی متعدد دوسری سورتوں کی آیات مقدسہ شان رسالتؐ کی حدود متعین کرتی ہیں۔ان (حدود) میں افراط وتفریط بھی شامل ہے اور مبالغہ وغلو بھی۔لہذا اُصولی طور پر ہر وہ روایت، حدیث، تعبیر وتشریح اور تجزیہ تحلیل اور مطالعہ ونگارش قابل رد ہے۔جو ذات والا اور صفات عالیہ کی شان کو کسی بھی لحاظ سے بٹہ لگائے۔''(۲۸)

۷۔ سیرت نگار کا فرض منصبی ہے کہ وہ حدیث وسیرت ہر دو ذخیرہ ہائے معلومات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرلے اور اسے دیگر تمام مصادر علم وعرفان سے مربوط کرے۔ان میں آیات قرآنی، تفسیری روایات، فقہاء کی فنی وعلمی کاوشات، کتب لغت وادب وغیرہ سے استفادہ بھی شامل ہے۔(۲۹)

۸۔ سیرت نگار کو چاہیے کہ متخالف ومتصادم روایات کو تحقیق وتنقید کی چھلنی سے گزارے اور ظاہری تصادم کے پس پردہ تکنیکی لوازمات کو تلاش کرکے وجہ تصادم کو رفع کرے اور جہاں رد اختلاف کا کوئی حل نہ مل سکے وہاں اہل سیرت وماہرین سوانح کے اجماعی فیصلہ ہی کو حکم جانے۔(۳۰)

۹۔ اولین کتب سیر کو ''صحیفہ آسمانی'' قرار دینے سے گریز کرتے ہوئے ان کے ازسرنو علمی وفنی جائزہ لینے کی اشد ضرورت ہے خواہ وہ کسی بھی مرتب کا حامل ہو۔ہر جدید سیرت نگار، نئی حاصل شدہ مستند معلومات کی بناء پر قدیم غیر مستند رواج وروایات کو رد کرنے کا فنی استحقاق رکھتا ہے۔(۳۱)

۱۰۔ مغربی سیرت نگاروں نے جن کمزوریوں کی بنیاد پر اپنی کتب سیرت مرتب کیں اور انہیں ہیجو گرافی (Hagiography) یعنی مناقب مقدسین کے ذیل میں رکھا انہیں جدید فن سیرت نگاری کے احیاء سے جواب دیا

جانا ضروری ہے۔(۳۲)اس کے علاوہ جن بے تعصب اور باضمیر مغربی سیرت نگاروں نے تعقل (Rationalism) کی بنیاد پر ہی سہی، جو بھی کتب سیرت مرتب کی ہیں اُن سے استفادہ کرتے ہوئے ان کو جدید فن سیرت نگاری سے ہم آہنگ اور مربوط کرنا چاہیے۔

۱۱۔ کتب دلائل نبوۃؐ میں صحت روایت کا التزام کم ملتا ہے۔جو جدید سیرت نگاروں کے لیے چیلنج سے کم نہیں کیونکہ صحت روایت ہی سے سیرت نبویؐ سے اساطیری عنصر کو واقعیت کے قالب میں ڈھالنا ممکن ہو سکے گا۔

۱۲۔ اسلام پر کیے گئے تاریخی کام کو بھی کھنگالنا سیرت نگاروں کا فرضِ منصبی ہے بہت سے واقعات کا پس منظر جو کتب سیرت سے واضح نہیں ہوتا اس کی تصریح تاریخی کتب کرتی ہیں۔اس لیے نایاب کتب تاریخ کی تحفیظ اور ان سے کما حقہ، استفادہ ضروری ہے۔علاوہ ازیں کتب تاریخ حرمین شریفین، کتب الانساب، کتب جغرافیہ اور کتب الرجال سے واقفیت بھی سیرت نگاری کے بنیادی حقائص میں شامل ہے۔(۳۳)

۱۳۔ سیرت نگاری کے لیے شعر وادب بالخصوص عربی شعر وادب سے بھی واقفیت ضروری ہے۔سیرت نبویؐ کے اہم ماخذوں میں ایک ماخذ عہدِ نبویؐ کا معاصرانہ ادب ہے۔جس میں ادب جاہلیہ، ادب اسلام، نعتیہ کلام، لغت اور سفر نامے بھی شامل ہیں۔(۳۴)علاوہ ازیں اسی ماخذ سے متعلق ایک پہلو ''مخضرمی شعری ادب'' کا ہے۔ وہ شعراء جو عہد اسلام میں مسلمان ہو گئے وہ مخضرمی شعراء کہلائے۔ان کے تخلیق کردہ شعری ادب میں سیرت نگاروں کے لیے بہت اہم مواد موجود ہے۔علاوہ ازیں سیرت نگاروں سے متعلقہ ذمہ داریوں اور کینوس کو وسیع کرتے ہوئے ان کتب کو بھی مطالعہ کے دائرہ کار میں لایا جانا چاہیے۔جو کتب مقدسہ (منسوخ شدہ الہامی کتب) کے حوالے سے تالیف کی گئیں خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہوں۔

۱۴۔ سیرت نگاروں کے لیے از بس ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں سیرت نبویؐ پر کیے جانے والے کام سے فی المقدور واقفیت ہو اور ان کے معیار کی جانچ پرکھ کریں۔

۱۵۔ جدید دور میں ایک ایسی کتاب کی اشد ضرورت ہے جس میں سیرت نبویؐ کے حوالے سے کیے گئے کام کے خصائص، اُصول وطریق، مطالعہ وتحقیق اور اسلوب نگارش کا جائزہ پیش کیا گیا ہو لیکن یہ کام بھی فرد واحد کا نہیں بلکہ اسے بھی ادارہ جاتی سطح (Institutional Level) پر کیے جانے کی ضرورت ہے۔تاکہ جدید سیرت نگاران، نیا تحقیقی پراجیکٹ شروع کرنے سے پہلے اپنی تحقیقی منہج (Research Methodology) کو وضع کر سکیں۔

۱۶۔ ملکی سطح پر ایک ایسے مرکزی ریسرچ سیل (Central Research Repository) کے قیام

کی اشد ضرورت ہے جہاں پر سیرت نبویؐ کے حوالے سے کیے گئے ملکی، علاقائی اور بین الاقوامی کام کے ذخیرہ کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کی زبانوں میں کیے گئے کام کی تحفیظ وترجمہ کی سہولت موجود ہے اوراس ذخیرہ کا آن لائن لنک بھی موجود ہوتا کہ تمام دنیا اس سیمربوط کر کے (Interactive) ہوکر مستفید ہو سکے۔

مندرجہ بالا امور سے واقفیت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ سیرت نگاری کا موضوع نہ صرف یہ کہ نازک ہے بلکہ یہ تحقیق وتنقید کے نئے تقاضوں اور رجحانات کو سمجھے بغیر عمل میں نہیں لایا جاسکتا۔ یہ موضوع نہ صرف یہ ایک علمی تقاضا ہے بلکہ دینی فریضہ بھی ہے اور بقول مارگولیتھ اس کام میں جگہ پانا بھی باعث شرف ہے۔(۳۵) لیکن اس شرف کے حصول کے لیے سخت محنت، جگہ سوزی اور عرق ریزی اور بطور سیرت نگار اپنے مرتبہ کو ذاتی، نسلی، گروہی، فرقہ ورانہ، علاقائی اور بین المذاہبی اختلافات وتعصّبات سے بلند کر کے آفاقی سطح پر لانے کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات وتعلیقات

۱۔ المومنون:۲۷

۲۔ سورۃ الحجر:۹

۳۔ المائدہ:٦٧

۴۔ اس موضوع پر آل عمران:۳۲اور۱۳۲، الانفال۲۰، الحجرات:۳۔۵، النور:۵۲، المائدہ:۹۲، محمدؐ:۳۳، التغابن:۱۲، اورالانبیاء:۱۰۸ میں تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

5. S.M Zaman (1987), " The Challenge of the Qura'n--The First Fifteen Years" in Quarterly Hamdard Islamicus, vol.x,No.2, Karachi: The Hamdard Foundation, p. 70

6. Martin Lings,(1983)Muhammad : His Life Based on the Earliest Sources,London: Allen and Unwin p.169

7. Ibid. pp 256-261

8. Rashid Ahmad Jullundhri(1981),Ed. , The Quran : The mainspring of Islamic Thought Quetta: University of Baluchistan, p.136

۹- الاحزاب :۲۱

10. Syed Hussain M.Jafri,(1984), "Iqbal and Human Civilization" in

Quarterly Humdard Islamicus,Vol.vii,No.1.Karachi" The Hamdard Foundation,pp.37-49

11. Martin Lings(1983), Op.Cit.,p.262

۱۲۔ ابتدائی تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اور محققین نے اس حوالہ سے بہت کام کیا ہے۔

13. Rashid Ahmad Jullundhri(1981), Op.,Cit., p.137.

۱۴۔ الحشر:۷

۱۵۔ النجم ۳،۴

۱۶۔ النساء:۸۰

17. David Pinault(1990), " An Investigation of Arabic and Persian manuscripts in Selected Indian Libraries", in Quarterly Hamdard Islamicus,Vol.Xiii,No.2 Karachi: The Hamdard Foundation,pp.71-82.

18. Hakim Muhammad Saeed,(1990)" In Search of Manuscripts" in Quarterly hamdard Islamicus,Vol.Xiii,No.2, Karachi: The Hamdard Foundation.pp,46-67.

۱۹۔ ندیم الواجدی (1982) ''سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو'' مشمولہ نقوش رسول نمبر جلد اوّل، شمارہ نمبر 130 دسمبر 1982ء، لاہور ادارہ فروغ اردو، ص 65

۲۰۔ اس سلسلے میں امام مسلم (م 61ھ) کی جامع صحیح مسلم میں ''کتاب الیسر والجہاد'' اور حافظ ابن حجر العسقلانی (م 852ھ) کی فتح الباری میں ''کتاب المغازی والسیر'' کے عنوانات موجود ہیں۔ اسی طرح ابن اسحاق (م 150ھ) اور واقدی (م 307ھ) کی کتب مغازی کو کتب سیر بھی کہا گیا۔ ایضاً۔ ص 52

۲۱۔ (ایضاً۔ ص 53)

۲۲۔ حدیث اور سیرت میں یہ فرق بھی ہے کہ تذکرہ سیرت میں درجہ صحت سے کم روایات بھی زیر غور لائی جاتی ہیں جب کہ اوّل الذکر میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ (ایضاً)

۲۳۔ ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی ندوی (2000ء) ''سیرت نگاری کا صحیح منہج''، مشمولہ مقالات سیرت نبویؐ، جلد اوّل، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفر (2005ء) بہاولپور: سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، ص 49

24. Syed Hussain M .Jafri(1984),Op. Cit.pp.48-49

۲۵۔ مکی اور مدنی اسلام کی تفریق نے ہی مغربی سیرت نگاروں اور مستشرقین کو سیرت نگاری کے بعض کمزور پہلوؤں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کیا ہے۔

۲۶۔ ایسا تبھی ممکن ہے جب سیرت نگار جدید فن تحقیق اسلامی سے بہرہ ور ہوں اور ان کی تربیت کے لیے ملکی سطح پر تربیتی ادارے کے قیام کی ضرورت ہے۔ یا یونیورسٹی سطح پر ایسی تربیتی ادارے موجود ہوں۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں سیرت چیئر نے اس سلسلے میں ابتدائی سطح پر کام کا آغاز کیا ہے۔ اس نہج پر کام کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور یونیورسٹیوں میں سیرت چیئر کی طرز پر تحقیق و تربیتی ادارے قائم کیے جانے چاہیں۔

27. For details see K.Ahmad(1976),Ed.,Islam: Its Meaning and Message, Leicester: The Islamic Foundation.

۲۸۔ ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی، بحوالہ سابقہ ص66

۲۹۔ مآخذات کی یہ فہرست حتمی نہیں۔

۳۰۔ تاہم ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول نئے دور میں سابقہ اجماع کی جگہ نئے اجماع کی گنجائش بہر طور موجود ہے۔ تاکہ نئے دور کے تقاضوں کے مطابق قوانین کو ڈھالا جا سکے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی الجامعۃ الاسلامیہ العالمیہ، ص ص 117-118

۳۱۔ لیکن اس ضمن میں تمام عقلی و فکری، فنی و تکنیکی، فقہی و اجتہادی، تحقیقی و تنقیدی تقاضوں کا فہم و ادراک اور اہتمام و التزام ضروری ہے۔

۳۲۔ لیکن اس مقصد کے لیے عالمِ اسلام کے علماء اور اسکالرر آگے بڑھیں اور سیرت نگاری کے عمل کو جدید خطوط پر استوار کریں۔ اور اس کے لیے ایک عالمی سیرت فورم کا قیام ازبس ضروری ہے۔

۳۳۔ شمار بانی ، ''تدوین فقہ کی تاریخ---ایک مطالعہ'' مشمولہ دی اسلامک کلچر ریسرچ جرنل ،کراچی: شیخ زید اسلامک سنٹر یونیورسٹی آف کراچی، ص ۳۵

۳۴۔ اس مقصد کے لیے علم تاریخ نویسی (Historiography) جملہ خصائص و نقائص کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ تاکہ علم مطالعہ تاریخ کو سیرت نگاری کے لوازمات کے ضمن میں قبولیت اور توقیر حاصل ہو سکے۔

35. Margolith (1905), Muhammad and the Rise of Islam, London, P-3